بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درین زمان فیض افتران بیمن خالق کون ومکان

رسالہ شناخت شرک و توحید بموجب قرآن موسوم بہ

(۱۸۹۹)

تیفتح التوحید (عربی)

خلاصہ مطالب ۱۳۱۶ کتاب لاجواب

کلمۃ الحق

تالیف : حضرت مولانا سید عبدالرحمٰن صاحب لکھنوی علیہ الرحمۃ

ترجمہ : جناب مولانا محمد اسد اللہ خاں صاحب حنفی چشتی صابری

ساکن شہر مین پوری ہندوستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

حق حق حق

حضرت مولانا مولوی صوفی عبدالرحمٰن صاحب لکھنوی قدس سرہٗ العزیز اپنے زمانے کے ایک مقتدر عالم اور صاحب نظر بزرگ تھے، جن کی مشہور و معروف کتاب ''کلمۃ الحق'' عربی زبان میں ایک معرکۃ الآرا تصنیف سمجھی جاتی ہے، یہ کتاب اب تقریباً نایاب ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی اب کہیں نہیں ملتا، عام مسلمانوں کی تعلیم اور ان کی اصلاح عقائد کے لیے قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولائی مرشدی حضرت صوفی سید محمد حسین شاہ صاحب چشتی صابری قادری، رزاقی اویسی مراد آبادی نے اپنے خلیفہ اعظم جناب مولانا مولوی صوفی حضرت محمد اسد اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ارشاد فرمایا کہ وہ ''کلمۃ الحق'' کا اردو ترجمہ شائع کرائیں، چنانچہ اس حکم کی تعمیل کر دی گئی۔ لیکن یہ ترجمہ عام فہم نہ تھا اور اس سے صرف علماء و فضلاء ہی فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ پھر حضور نے ایماء فرمایا کہ اس کتاب کا خلاصہ عام فہم زبان میں کر دیا جائے تا کہ عامۃ المسلمین کے لیے سود مند ہو سکے۔ چنانچہ حضرت مولانا نے اس کام کو بھی بوجوہ احسن پایہ تکمیل کو پہنچایا اور یہ رسالہ ''تنقیح التوحید'' کے نام سے ۱۳۱۶ھ میں شائع ہو گیا۔ اب یہ رسالہ بھی ناپید ہو چکا ہے، اصلاح عقائد کے سلسلے میں ایسے رسالے کی ضرورت ایک عرصے سے محسوس ہو رہی ہے چنانچہ چند احباب اور برادران طریقت کے اصرار پر رسالہ ہذا کے متن میں کسی قسم کی ترمیم کیے بغیر میں اس نایاب تحفے کو عوام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ وہ اس کے مطالعہ سے مستفیض ہو کر داخل حسنات ہوں۔

وما علینا الا البلاغ

بندہ

سید محمد اولاد علی گیلانی، ایم اے چشتی صابری قادری رزاقی عفا اللہ عنہ

کوچہ سید میراں شاہ، اندرون ٹکسالی دروازہ،

(درگاہ حضرت پیر سید قاسم شاہ مشہدی قادری)

لاہور۔ ۱۷ جنوری ۱۹۵۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا و ما کنا لنھتدی لو لا ان ھدانا اللہ. والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء محمد حبیب اللہ. و علی الہ و اصحابہ الذین فازوا الی اعلی الدرجات بکثرۃ اذکار لا الہ الا اللہ۔

اما بعد بندۂ ہیچمدان محمد اسد اللہ خاں حنفی چشتی صابری قادری ساکن شہر مین پوری عرض کرتا ہے۔ کہ قبل اس کے کمترین نے کتاب کلمۃ الحق مصنفہ حضرت مولانا سید شاہ عبدالرحمٰن صاحب لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ کا ترجمہ عربی زبان سے اردو میں کیا جس کا نام ''وحدۃ الحق'' رکھا۔ لیکن وہ کتاب چونکہ سراپا علمی بحث سے پر ہے اگرچہ اردو ہو گئی تو بھی عام فہم نہ ہوئی کیونکہ قواعد علمیہ کا مفہوم تو وہی رہا۔ جو پہلے تھا۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص قواعد علمیہ سے ماہر ہے وہی اس سے پورا حظ اٹھا سکتا ہے۔ لیکن جو ناواقف ہے وہ بباعث طبیعت الجھنے کے اس سے پورا نفع اٹھا نہیں سکتا۔ چنانچہ خود مولانا صاحب نے اس کتاب کے پہلے وصل میں فرمایا ہے کہ کلمہ طیبہ چند امور پر مشتمل ہے۔ اول کلمہ میں لانفی جنس کا ہے دوم اسم لا کا نکرہ ہے۔ سوم خبر لا کی محذوف ہے۔ چہارم محذوف پر کونسا قرینہ ہے۔ پنجم لا استثنا کے لیے ہے۔ ششم سمجھنا مضرغ کا۔ ہفتم کلمہ میں قصر موصوف کا صفت پر ہے نہ اس کا عکس۔ اور وہ قصر قصر قلب ہے نہ افراد اور تعیین۔ ہشتم کلمہ طیبہ دو حکموں ایجابی اور سلبی پر مشتمل ہے۔ نہم کلمہ طیبہ دو کلیون سالبہ اور موجبہ کی طرف راجع ہے۔ دہم کلمہ طیبہ محکم ہے۔ آیات محکمات قرآنیہ سے نہ غیر محکم اقسام نظم ہیں سے۔ پس کلمہ طیبہ کو مع دلائل جاننے کے لیے علم نحو اور معانی اور بیان اور بلاغت اور فن اصول اور منطق اور تفسیر اور حدیث سے بصیرت حاصل ہونا ضرور ہے انتہیٰ پس مولانا صاحب نے کلمہ طیبہ کی تفسیر میں جو اس کتاب میں لکھی گئی۔ انہیں امور مذکورہ کو ان سب علوم کے قواعد کے مطابق نہایت تفصیل کے ساتھ

بیان فرما کر پایہ ثبوت کو پہنچایا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ کتاب نہایت مشکل ہو گئی اور باوجود اردو ہونے کے بھی عام فہم نہ ہوئی۔ ان دنوں بپاس خاطر برخوردار عزیز منشی نبی محمد سلمہ اللہ الاحد مین نے یہ تکلیف اپنے اوپر گوارا کی کہ کتاب کلمۃ الحق کا اصل مطلب جو شرک اور توحید کا پہچاننا ہے اور بدلائل قرآنی اس کی تنقیح کی گئی ہے علمی بحث چھوڑ کر بطور خلاصہ علیحدہ لکھا۔ اور ایک مختصر رسالہ جداگانہ اپنے طور پر مرتب کیا اور نام اس کا ''تنقیح التوحید'' رکھا اور رسالہ ''ہدیہ مہدیہ'' کے آخر میں اس کو شامل کیا۔ کیونکہ ہدیہ مہدیہ رسالہ ''تحفہ مرسلہ'' عربی کا اردو ترجمہ ہے جو اس سے تین سال پہلے کیا گیا اور ''تحفہ مرسلہ'' وہ رسالہ ہے جو حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیم کے لیے ان کے پیر و مرشد برحق نے علم توحید کے بیان میں تصنیف فرمایا تھا اور جناب سیدی سندی مولائی و مرشدی حضرت مولوی صوفی شاہ سید محمد حسین صاحب حسنی حسینی قدوسی اویسی رحمانی حنفی حجازی مراد آبادی۔ دام افضالھم نے اس کمترین کو عطا فرمایا۔ وہ ایک متن متین ہے۔ جس میں توحید کے اصل مسائل ہیں اور یہ بمنزلہ شرح کے ہے جس مَیں دلائل ہیں اور دونوں کے مطالعہ سے دونا نفع متصور ہے اس رسالے کے تین باب کئے گئے۔ باب اول میں شرک کی تنقیح ہے۔ باب دوم میں توحید کی تنقیح ہے باب سوم میں توہمات کا جواب ہے۔ اور شرک کو پہلے اس لیے بیان کیا کہ جب اصلیت شرک کی سمجھ میں آجائے گی تو توحید جو ضد شرک ہے آسانی سے جھٹ سمجھ میں آجائے گی۔ یہ رسالہ تاریخ ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ روز دوشنبہ کو تمام ہوا الحمدللہ علیٰ احسانہ۔

باب اول شرک کی تنقیح میں

قال اللہ تعالیٰ "ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشآء. و من یشرک باللہ فقد ضل ضلالاً بعیداً۔ (پ۵ آیت ۱۱۶

سورۃ النساء رکوع ۱۵)

ترجمہ:۔فرمایا اللہ تعالیٰ نے بہ تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے یہ کہ شریک ٹھہرایا جائے اس کے ساتھ اور بخشتا ہے سوائے اس کے جس کو چاہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا پس تحقیق بھٹکا وہ دور کا بھٹکنا یعنی پرلے سرے کا گمراہ ہوگیا۔انتہیٰ

یہاں سے معلوم ہوا کہ شرک ایسی بری بلا ہے اور ایسا سخت گناہ ہے جس کے بخشنے سے خدا انکار کرتا ہے اور سوائے شرک کے سب گناہ گو وہ کیسے ہی بڑے کیوں نہ ہوں قابل بخشش ہیں تو ضرور شرک کوئی ایسی بھاری بات ہے۔ جو قتل اور فسق اور چوری وغیرہ سب بڑے گناہوں سے زیادہ ہو۔نہ یہ ہلکی ہلکی باتیں جو ان دنوں شرک سمجھی جاتی ہیں جیسے شب برات کو کورا گھڑا ابھرنا یا محرم میں شربت پلانا یا مولود شریف میں کھڑا ہونا وغیرہ۔ کیونکہ یہ باتیں قتل وفسق وغیرہ کے مقابل میں کچھ بھی نہیں ہیں سو تو نا قابل بخشش ٹھہریں اور وہ سب قابل بخشش قرار پائیں۔ پھر دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا۔(سورۃ التوبہ پ۱۰۔آیت ۲۸ رکوع ۱۰)

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ مشرک ناپاک ہیں پس وہ مسجد حرام کے نزدیک نہ جائیں اس سال کے بعد۔انتہیٰ

یہاں سے معلوم ہوا کہ مشرک ناپاک ہیں پس وہ ناپاکی یہی شرک ہے جس کے سبب وہ کعبہ شریف سے ہمیشہ کے لیے خارج کئے گئے۔چنانچہ اس سال کے بعد مکہ فتح ہوا۔تب سے آج تک اور اب سے قیامت تک کوئی مشرک اس میں نہ داخل ہوا نہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔پھر فرمایا:۔**فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم۔** (سورۃ التوبہ پ۱۰ آیت ۵ رکوع ۷) ترجمہ: پس قتل کرو تم مشرکوں کو جہاں پاؤ انتہیٰ

یہاں سے معلوم ہوا کہ مشرک اس لائق ہیں کہ جان سے مار ڈالے جائیں اور ان کا مال لوٹا جائے اور ان کی اولاد لونڈی غلام بنالیے جائیں پھر فرمایا۔

ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ۔(پ۱۰ سورہ التوبہ آیت نمبر۳)

ترجمہ: بتحقیق اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہے۔انتہیٰ

پھر فرمایا

من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ و ماواہ النار۔(پ۶ سورہ المائدہ آیت نمبر ۷۲) ترجمہ: جس نے اللہ کا شریک کیا پس بتحقیق حرام کی اللہ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے انتہیٰ

یہ چند آیتیں نمونے کے طور پر نقل کی گئیں جس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ شرک ضرور کوئی بھاری بات ہے جس سے خدا سخت بیزار ہے نہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں۔مثلاً کسی بزرگ کے ہاتھ یا پاؤں پر بوسہ دینا یا عرس میں شریک ہونا یا کہ یارسول اللہ کہنا وغیرہ۔ کیونکہ یہ باتیں زنا چوری شراب خواری وغیرہ کے مقابل میں کچھ بھی نہیں ہیں۔اور یہ سب گناہ اور اسی طرح اور سینکڑوں گناہ ہیں جو کبیرہ کہلاتے ہیں وہ سب ما دون ذلک میں داخل ہیں یعنی شرک کے سوا ہیں جن کے بخشے جانے کی امید قرآن سے ثابت ہے پس نہایت ضرور اور واجب ہے کہ دریافت کیا جائے کہ شرک کونسی بات ہے جس سے خدا ایسا سخت بیزار ہے۔اور بہت مناسب ہے کہ قرآن مجید ہی میں تلاش کیا جائے تاکہ کسی کو انکار کی مجال نہ رہے۔سو پہلے ہم قرآن مجید میں یہ تلاش کرتے ہیں کہ خدا نے مشرک کن لوگوں کو فرمایا۔پھر یہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں وہ کونسی بات تھی جس کو وجہ شرک کہنا چاہیے۔

اس بات میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ مشرکین کا لفظ قرآن مجید میں اہل عرب کے لیے بولا گیا ہے۔اور اہل کتاب کو خدا نے مشرکین سے علیحدہ رکھا ہے۔چنانچہ

فرمایا:

لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین ۔ (پ۳۰۔سورۃ البینۃ ۔آیت نمبر۱۔ رکوع نمبر۲۳)

تفسیر عباسی میں ہے من اہل الکتب یعنی الیہود والنصاریٰ والمشرکین ۔ مشرکی العرب انتہیٰ مطلب یہ ہے کہ کافران اہل کتاب سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں ۔اور مشرکین سے مراد مشرکین عرب ہیں ۔ پھر فرمایا:۔

ان الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین فی نار جہنم خالدین فیہا ۔ (پارہ ۳۰ رکوع ۲۳ سورہ البینۃ آیت ۶)

ترجمہ:۔ بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ۔

تفسیر عباسی میں ہے ۔ والمشرکین باللہ یعنی مشرکی اہل مکہ انتہیٰ یہاں بھی مشرکین سے مراد اہل مکہ ہیں اب ہم دیکھتے ہیں کہ اہل عرب خدا کے ساتھ کیا گمان رکھتے تھے ۔ سو خدا نے ان کی بابت یہ فرمایا ہے ۔

ولئن سئلتہم من خلق السموات والارض و سخر الشمس والقمر لیقولن اللہ ۔

ترجمہ اور اگر تو ان سے پوچھے ۔ (یعنی مشرکوں سے) کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ۔ اور تسخیر کیا سورج اور چاند کو ۔ تو البتہ وہ کہیں گے کہ اللہ نے ۔ انتہیٰ

تفسیر عباسی میں ہے:

لیقولن کفار مکۃ انتہیٰ مطلب یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ اگر تم اہل مکہ سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور چاند اور سوج کو کس نے مسخر

کیا تو ضرور وہ کہیں گے کہ اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے ۔ اور اللہ نے ان کو مسخر کیا ہے پھر فرمایا۔

ولئن سئلتہم من خلق السمٰوٰت والارض لیقولن خلقہن العزیز الحکیم ۔

ترجمہ اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تو البتہ البتہ وہ کہیں گے کہ پیدا کیا ان کو غالب حکمت والے نے انتہیٰ

پھر فرمایا۔

قل من رب السموات السبع و رب العرش العظیم. سیقولون للہ ۔ (پ ۱۸، سورۃ المومنون ا آیت ۸۶۔۸۷)

ترجمہ کہہ تو کون ہے پروردگار ساتوں آسمانوں اور پروردگار عرش بزرگ کا تو کہیں گے کہ اللہ ہی کا ہے انتہیٰ

ان مقاموں سے ثابت ہوا کہ اہل عرب خدا کے وجود اور وحدت اور خالقیت اور ربوبیت اور عزت اور حکمت وغیرہ کے قائل تھے تو بھی ان پر مشرکین کا لفظ بولا گیا اور انما اللہ الہ واحد ۔ ان کے لیے القا کیا گیا ترجمہ سوائے اس کے نہیں کہ خدا معبود اکیلا ہے انتہیٰ اور ظاہر ہے کہ کلام بلیغ مخاطب کے حال کے موافق ہوا کرتا ہے نہ برخلاف حالت کے ۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اہل کتاب جن کو خدا نے مشرکین سے علیحدہ رکھا ۔ خدا کے ساتھ کیا عقیدہ رکھتے تھے سو ان کی بابت خدا نے فرمایا ۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ ۔ (پ ۶ سورہ المائدہ آیت نمبر ۷۳)

ترجمہ بتحقیق کافر ہوئے وہ لوگ جنھوں نے کہا خدا تیسرا ہے تین کا انتہیٰ

یہاں سے معلوم ہوا کہ نصاریٰ خدا کی ذات میں تین شریک ٹھہراتے ہیں یعنی باپ بیٹا روح القدس تینوں کو خدا کہتے ہیں اور توحید میں تثلیث کو مانتے ہیں جو صریح شرک معلوم ہوتا ہے تو بھی خدائے پاک نے ان کو مشرک نہیں فرمایا بلکہ کافر کہا پھر دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم ۔(پ٦ آیت نمبر ۷۲ المائدہ رکوع ۱۴۔)

ترجمہ بتحقیق کافر ہوئے وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ خدا وہی مسیح بیٹا مریم کا ہے انتہی

پس باوجود تین شریک کرنے اور مسیح کو خدا کہنے کے بھی خدا نے ان کو مشرک نہیں فرمایا بلکہ کافر کہا اور مشرکین سے ان کو علیحدہ رکھا جیسا اوپر ثابت ہو چکا۔ بلکہ چند احکام میں مشرکین اور اہل کتاب کے درمیان فرق کر دیا چنانچہ مشرکین کے لیے فرمایا۔

انما المشرکون نجس ۔اور ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن ولامة مومنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم ۔(پ۲ رکوع نمبر ۱۱ آیت نمبر ۲۲۱ سورۃ البقرہ۔)

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ مشرک ناپاک ہیں۔

اور مشرکہ عورتوں سے تم نکاح نہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔ اور لونڈی مومنہ البتہ بہتر ہے مشرکہ سے اور اگرچہ تم کو تعجب میں ڈالے۔ انتہی

اور اہل کتاب کے لیے فرمایا۔

وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم و طعامکم حل لهم والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من

قبلکم اذا اتیتموهن اجورهن ۔(پ٦ رکوع ۵ آیت ۵ سورۃ المائدہ)

ترجمہ: ذبیحہ ان لوگوں کا جن کو کتاب دی گئی تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے۔ اور محصنہ عورتیں مسلمانوں کی اور محصنہ عورتیں ان لوگوں کی جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تمہارے لیے حلال ہیں جب تم ان کا مہر ان کو دو۔ انتہی

یہاں سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے اور مشرک کے ہاتھ کا درست نہیں۔ اور اہل کتاب کی عورتوں سے مسلمان مردوں کو نکاح کرنا درست ہے اور مشرکوں کی عورتوں سے نکاح درست نہیں بلکہ چھوکری مسلمان آزاد مشرکہ سے بہتر ہے۔ ان سب مقاموں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وجہ شرک کی کوئی دوسری بات ہے۔ جو مشرکین میں پائی جاتی تھی اور اہل کتاب میں نہ تھی۔ لہذا بہت ضرور اور واجب ہے کہ اس کی تنقیح کی جائے۔

تجسس اور تلاش سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین عرب میں چند باتیں تھیں اور یہ باتیں ان کے سوا ہیں جو اوپر بیان ہو چکیں کہ اہل عرب خدا کے وجود اور وحدت اور خالقیت وغیرہ کے قائل تھے۔ اول گمان غیریت کا درمیان خدائے پاک اور درمیان تمام چیزوں کے تشبیہات کی قسم سے یعنی وہ لوگ دو وجود مانتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ خدا بھی موجود ہے اور غیر خدا بھی موجود ہے۔

دوم وہ لوگ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور خدا کو تشبیہہ میں منحصر کرتے تھے۔ چنانچہ ان کا قول ہے۔

الملائکة بنات الله۔

ترجمہ: فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ انتہی

اوران کا قول

صف لنا ربک یا محمد من ای شئی هو من ذهب او فضةٍ۔

ترجمہ: اے محمد تو ہمارے سامنے اپنے رب کا وصف بیان کر کہ وہ کس چیز کا ہے وہ سونے کا ہے یا چاندی کا انتہیٰ۔

سوم وہ لوگ بتوں کو پوجتے اور انہیں سجدہ کرتے تھے۔

چہارم وہ لوگ بتوں کو اللہ کہتے تھے۔

پنجم۔ وہ لوگ بتوں سے شفاعت کی امید رکھتے تھے جیسا کہ ان کا قول خدائے پاک نے بیان فرمایا۔

هو لاء شفاء نا عند الله۔ (پ ۱۱ رکوع نمبر ۷ آیت نمبر ۱۸ سورۃ یونس)

ترجمہ: یہ بت ہمارے شفیع ہیں خدا کے پاس انتہیٰ اور

مانعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی۔ (پ ۲۳ سورہ زمر آیت نمبر ۳)

ترجمہ:۔ ہم ان کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو مرتبہ قرب میں خدا سے نزدیک کریں گے۔ انتہیٰ

اب ان پانچوں باتوں پر غور کرنا چاہیے کہ ان میں سے شرک کی وجہ کونسی بات ہے۔

امر پنجم یعنی بتوں سے شفاعت کی امید رکھنا اور ان کو قرب خدا کا ذریعہ جاننا شرک کی وجہ نہیں ہوسکتا اس لیے کہ شرعاً غیر اللہ سے شفاعت کی امید رکھنا اور ان کو قرب الٰہی کا وسیلہ جاننا درست ہے جیسے کہ انبیاء علیہم السلام خدا کے پاس ہمارے شفیع ہیں اور ہمارے لیے قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ شرک ہے۔

امر چہارم یعنی بتوں کا نام الٰہ رکھنا بھی وجہ شرک نہیں ہوسکتا اس لیے کہ لفظ الٰہ مشترک لفظی ہے کبھی خدا پر بولا جاتا ہے اور کبھی معبود ممکن پر۔ چنانچہ قول خدائے پاک کا انما الله اله واحد۔ ترجمہ سوائے اس کے نہیں کہ خدا معبود اکیلا ہے انتہیٰ۔

اس آیت میں لفظ الٰہ خدا پر بولا گیا اور ء الٰہ" مع الله ۔ ترجمہ: آیا کوئی معبود ہے خدا کے ساتھ انتہیٰ۔

یہاں لفظ الٰہ معبود ممکن پر بولا گیا اور خدا کے غیر مخصوص اسما غیر خدا پر بولنا درست ہے۔ چنانچہ خدا نے جس طرح اپنی شان میں رؤف اور رحیم فرمایا۔

مثال اول ان الله بالناس لرؤف رحیم۔ (پ ۳ سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۴۳) ترجمہ تحقیق اللہ لوگوں پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ انتہیٰ

مثال دوم حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم۔ (پ ۱۱ سورہ التوبہ آیت نمبر ۱۲۸) ترجمہ: رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ایمان لانے کے لیے حرص کرنے والا ہے اور مسلمانوں پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے انتہیٰ۔

پس کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ شرک ہے

امر سوم یعنی بتوں کو سجدہ کرنا بھی وجہ شرک نہیں ہوسکتا اس لیے کہ تشبیہ کا سجدہ تشبیہ کے لیے قرآن مجید سے ثابت ہے بلکہ خود خدا ہی نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں اگر سجدہ کرنا شرک ہوتا تو خود خدا جو شرک سے سخت بیزار ہے کبھی آدم کے لیے سجدہ کرنے کا حکم فرشتوں کو نہ دیتا اور شیطان کو اسی سجدہ نہ کرنے کے سبب مردود اور ملعون نہ کرتا جیسا کہ فرمایا۔

اذقلنا للملائکة اسجدو الا دم فسجدو آ الا ابلیس. ابی واستکبر و کان من الکافرین۔ (پ ۱ سورہ البقرہ آیت ۳۴)

ترجمہ: جس وقت کہا ہم نے فرشتوں سے کہ آدم کو سجدہ کرو۔ پس انھوں نے سجدہ کیا مگر شیطان نے۔ اس نے انکار کیا اور غرور کیا اور کافر ہوا انتہیٰ

اور اگلی شریعتوں میں تو سجدہ تعظیمی درست تھا جیسا کہ حضرت یوسف کو ان کے باپ ماں اور بھائیوں نے سجدہ کیا جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے و خروا له سجداً۔

ترجمہ: اور گرے وہ اس کو سجدہ کرتے ہوئے انتہیٰ گو ہماری شریعت میں سجدہ تعظیمی روا نہیں لیکن کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اگلی شریعتوں میں شرک جائز تھا۔ بلکہ شرک کبھی جائز نہ تھا اور شرک سے خدا ہمیشہ ایسا ہی بیزار رہا جیسا کہ اب ہے۔ پس خدا کا سجدہ کے لیے حکم دینا اور فرشتوں کا اس کی تعمیل کرنا اور شیطان کا تعمیل نہ کرنے سے کافر ہونا اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد کا حضرت یوسف کو سجدہ کرنا اس بات کو بخوبی ثابت کرتا ہے کہ سجدہ شرک کی وجہ نہیں ہے کیونکہ شرک کسی وقت میں روا نہ تھا۔

امر دوم یعنی فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہنا اور خدا کو تشبیہ میں منحصر کرنا بھی وجہ شرک نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اہل کتاب بھی یہی کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

وقالت الیھود عزیز ابن اللہ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ ۔ (پ۱۰ سورہ التوبہ آیت نمبر۳۰) ترجمہ کہا یہود نے عزیز خدا کا بیٹا ہے اور کہا نصاریٰ نے مسیح خدا کا بیٹا ہے انتہیٰ

پھر فرمایا۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم ۔ (پ۶ سورۃ المائدہ۔ آیت نمبر۷۲)

ترجمہ: بتحقیق کفر کیا ان لوگوں نے جنھوں نے کہا کہ خدا وہی مسیح بیٹا مریم کا ہے۔ انتہیٰ

اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ اہل کتاب کو خدا نے مشرک نہیں فرمایا ہے بلکہ کافر کہا ہے اور مشرکوں سے ان کو علیحدہ رکھا ہے۔ پس یہ وجہ بھی شرک نہ ٹھہری

اب امر اول باقی رہ گیا یعنی گمان غیریت کا درمیان خدائے پاک اور درمیان

تمام چیزوں کے خواہ الہ ہوں یا اور چیزیں ہوں یعنی دو وجود ماننا اور اللہ اور غیر اللہ دو کو موجود جاننا یہی شرک ہے کیونکہ صرف ایک اللہ ہی بوجود واحد موجود ہے۔ دوسرا وجود ہی نہیں ہے جو موجود ہو اگر دوسرا وجود ہوتا تو وہ اس وجود کا غیر کہلاتا۔ اور لفظ غیر اللہ کا مصداق ہوتا سو دوسرا وجود ہی نہیں پس درحقیقت وہی ایک وجود ہے کوئی چیز اس وجود کی غیر نہیں ہے جو کوئی غیر جانے وہ درحقیقت اس کا شریک ٹھہراتا ہے یہی شرک ہے جس سے خدا سخت بیزار ہے اور اسی سے اس کو سخت غیرت آتی ہے کیونکہ صرف اسی صورت میں اس کا مقابل اور مماثل پیدا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے یہ گناہ ناقابل بخشش اور سخت بیزاری کے لائق ہوا۔

اگر کہا جائے کہ اہل کتاب بھی غیریت کے قائل ہیں تو جواب یہ ہے کہ خدا کی کتاب یعنی توریت اور انجیل پر ایمان لانے کے ضمن میں ان کو توحید پر ایمان حکمی حاصل ہے اس طرح کہ ان کو اس بات کا شعور نہ ہوا جس طرح کہ مسلمان بھی نہیں جانتے ہیں لیکن قرآن پر ایمان لانے کے ضمن میں ان کو بھی توحید پر ایمان حاصل ہے اور مشرکین کسی کتاب پر ایمان نہیں رکھتے تھے جس کے ضمن میں ان کو توحید پر ایمان حاصل ہوتا اس لیے وہ مشرک کہلائے اور اسی سبب سے کتابی عورت سے نکاح درست ہوا اور مشرک عورت سے جب تک وہ مسلمان نہ ہو درست نہیں اور کتابی کا ذبیحہ درست ہوا اور مشرک کا نادرست جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا پس جب کہ یہ چاروں امور مذکورہ جو بڑے بڑے اور بھاری بھاری تھے۔ وجہ شرک نہ ہوئے تو وہ چھوٹی چھوٹی اور ہلکی ہلکی باتیں جنہیں لوگ شرک سمجھتے ہیں اور جن کی دو چار مثالیں شروع میں بیان ہوئیں کب شرک ہو سکتی ہیں بلکہ درحقیقت یہ شرک ہے جس کو لوگ جانتے بھی نہیں اور اسی نہ جاننے کی وجہ سے یہ خیالی اور وہمی مثالیں دل سے بنالی ہیں نہ کہ کتاب اور سنت سے نکالی ہوں اور کتاب سے جو ثابت ہے وہ یہی غیریت

ہے جوامر اول میں بخوبی بیان ہو چکی ۔ المختصر اس تھوڑے سے بیان سے جو بموجب آیات قرآنی ہوا شرک کی تنقیح بخوبی ہو گئی اب توحید کی تنقیح شروع کی جاتی ہے اور خدا مددگار ہے۔

باب دوم توحید کی تنقیح میں

جب شرک کی اصلیت اور برائی معلوم ہو چکی تو اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ خدا نے اس کے دفع کی کونسی تدبیر مقرر کی سو اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ وہ کلمہ توحید لا الہ الا اللہ۔ ہے جس سے شرک دفع ہوتا ہے اور سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین عرب پر اسی کو پیش کیا اور اب تک وہی دستور جاری ہے کہ جب کسی کو مسلمان کرتے ہیں تو پہلے یہی کلمہ پڑھاتے ہیں اور اسلام کے پانچ ارکان جن پر اسلام کی بنیاد قائم کی گئی ہے ان میں سے پہلا یہی ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ پہلا رکن ایمان ہے اور باقی چار اعمال ہیں اور بغیر ایمان کے کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا۔ پس کلمہ طیبہ ساری کتاب وسنت کا اصل الاصول ہے اسی کے اقرار اور تصدیق سے مسلمان ہوتا ہے اور انکار سے کافر ہوتا ہے۔ اسی کے مضمون کی تصدیق ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے۔ جس کا یہ ٹھیک ہے اس کے سب اعمال ٹھیک ہیں جس کا یہ ٹھیک نہیں اس کا کوئی عمل ٹھیک نہیں کیونکہ سب عمل ایمان پر موقوف ہیں اسی لیے اسلام کی پہلی تعلیم یہی ہے اور تمام مسلمان اسی کو پڑھتے اور جانتے ہیں کہ اسی سے شرک دفع ہوتا ہے پس ضرور ہے کہ کلمہ شریف کے معنی ایسے ہوں جس سے سچ مچ شرک دفع ہوتا ہو لیکن اس کے معنی میں علماء اور صوفیہ کے درمیان اختلاف ہے اب ہم دونوں معنی بیان کرتے ہیں جس سے ہر شخص جان سکتا ہے کہ کون سے معنی سے شرک دفع ہوتا ہے۔

علماء کلمہ طیبہ میں تین جگہ تقدیر و تاویل کرتے ہیں اول لائے نفی جنس کی خبر میں

لفظ موجود مقدر مانتے ہیں دوم لفظ الہ کو مستحق کے ساتھ تاویل کرتے ہیں۔ سوم لفظ الا کو استثناء کے معنی سے ہٹا کر غیر کے معنی میں لیتے ہیں پس اس صورت میں کلمہ طیبہ کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود لائق عبادت کے موجود سوائے خدا کے اور بنیاد اس تاویل کرنے کی یہ ہوئی کہ حسب قاعدۂ زبان عربی لائے نفی جنس کی خبر کثرت سے محذوف ہوتی ہے اور اکثر افعال عامہ میں سے کوئی لفظ مثل موجود یا ثابت یا کائن کے وہاں مقدر مانا جاتا ہے پس یہاں بھی انھوں نے حسب عادت لا کی خبر میں لفظ موجود مقدر مانا تو یہ معنی ہوئے کہ نہیں ہے کوئی معبود موجود مگر خدا۔ اس صورت میں کلمہ کے معنی میں کذب لازم آتا تھا یعنی کلمہ کے یہ معنی ہوئے کہ کوئی معبود موجود نہیں ہے حالانکہ بہت سے معبود موجود ہیں زمین پر بت وغیرہ آسمان پر چاند سورج وغیرہ جن کی لوگ عبادت وغیرہ کرتے ہیں تب انہیں دوسری تاویل کرنا پڑی یعنی الہ کو مستحق کے ساتھ تاویل کیا تب یہ معنی ہوئے کہ نہیں ہے کوئی معبود لائق عبادت کے موجود مگر خدا۔ یعنی اگرچہ معبود بہت سے موجود ہیں لیکن وہ لائق عبادت کے نہیں ہیں اس صورت میں ایک اور قباحت پیش آئی وہ یہ ہے کہ الا حرف استثناء ہے جس کے معنی مگر ہیں اس حرف کے ذریعہ سے جماعت میں سے ایک کو مستثنیٰ یعنی علیحدہ کر لیتے ہیں پس اگر الا کے معنی مگر کے لیے جاتے تو یہ لازم آتا تھا کہ معبودان مستحق العبادت کی جماعت میں سے خدا کو مستثنیٰ کر لیا اس قباحت پر نظر کر کے انہیں تیسری تاویل کرنا پڑی یعنی الا کو استثناء کے معنی سے ہٹا کر غیر کے معنی میں لیا جس کے معنی ہیں سوا۔ تب یہ معنی ہوئے کہ نہیں ہے کوئی معبود لائق عبادت کے موجود سوائے خدا کے۔

صوفیہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ مضمون فی نفسہ درست ہے مگر کلمہ کے یہ معنی نہیں ہیں کیونکہ کلمہ کے لفظوں سے یہ معنی نہیں نکلتے ہیں بلکہ تاویلیں یعنی بناوٹیں کر کے یہ معنی

پیدا کیے گئے ہیں اور موجود مقدر ماننے کے بارہ میں یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ جہاں ظرف یا شبہ ظرف واقع ہو وہاں افعال عامہ میں سے لفظ موجود وغیرہ کے مقدر ماننے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ ظرف یا شبہ ظرف جار مجرور ہوتا ہے اور جار مجرور کے لیے ضرورت ہوتی ہے کہ وہ کسی سے متعلق کیا جائے اگر فقرے میں نہ ہو تو مقدر مانا جائے اور جہاں جار مجرور نہیں وہاں ان افعال عامہ میں سے مقدر ماننے کی ضرورت نہیں بلکہ ایسی جگہ وہ مقدر ہوتا ہے جو مخاطب کے گمان میں ہو۔

پس کلمہ طیبہ میں جار مجرور نہیں ہے لہذا موجود مقدر ماننے کی ضرورت نہیں ہے اور جب موجود کو مقدر نہ مانا تو اس کے سبب سے جو تاویلیں کرنا پڑی تھیں ان کی بھی ضرورت نہ رہی اور جب تاویلوں کی ضرورت نہ رہی تو کلمہ شریف کے اصلی لفظ رہ گئے ان لفظوں سے جو معنی نکلیں وہی کلمہ کے صحیح معنی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ کلمہ طیبہ مشرکین کے گمان کے رد کرنے کے لیے نازل ہوا اور وہ گمان غیرت کا ہے درمیان خدائے پاک اور درمیان بتوں اور تمام چیزوں کے۔ پس ان کے عقیدے کے رد میں نازل ہوا لا الہ الا اللہ۔ پس یہاں لفظ غیر اللہ جو ان کے گمان میں ہے مقدر مانا جائے گا تاکہ رد مردود پر منطبق ہو نہ کہ لفظ موجود جو کہ ان سب جھگڑوں بکھیڑوں کا باعث ہوا کیونکہ اس کے مقدر ماننے کا موقع فقط ظرف یا شبہ ظرف میں ہوتا ہے سو یہاں نہ ظرف ہے نہ شبہ ظرف۔

پس صوفیہ کے نزدیک کلمہ کے یہ معنی ہوئے کہ نہیں ہے کوئی الہ غیر اللہ مگر اللہ یعنی جس کو تم خدا کا غیر گمان کرتے ہو وہ اس کا غیر نہیں ہے بلکہ اس کا عین ہے اور جس وقت کلمۂ طیبہ اہل عرب کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تو وہ لوگ چونکہ عرب کے زباندان تھے فوراً اس کا مطلب سمجھ گئے اور کہنے لگے

اجعل الالھۃ الھا واحداً. ان ھذا لشئی عجاب۔ (پ۲۳ سورہ ص

آیت نمبر۵)

ترجمہ: آیا گردان لیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے الٰہوں کو الہ واحد بتحقیق یہ عجیب بات ہے انتہیٰ۔ اور یہی معنی کلمہ کے حقیقی اور اصلی معنی ہیں جس سے توحید نکلتی اور شرک یعنی گمان غیرت دفع ہوتا ہے سو ان زباندانوں نے جھٹ سمجھ لیے اور چونکہ عینیت ان کے وہموں کے خلاف تھی لہذا اس کے قبول کرنے سے انھوں نے انکار کیا اور جنگ وجدال پر آمادہ ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی دقیقہ دشمنی کا اٹھا نہ رکھا۔ اور جب کلمہ شریف ان کے سامنے کہا جاتا تھا تو وہ سخت مغروری ظاہر کرتے تھے۔ جیسا کہ فرمایا خدائے پاک نے

و اذا قیل لھم لا الہ الا اللہ، یستکبرون۔ (پ۲۳ سورہ الصفت آیت نمبر ۳۵)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے لا الہ الا اللہ تو وہ غرور کرتے ہیں انتہیٰ۔

پس اگر کلمہ طیبہ کے معنی صرف اتنے ہی تھے جو تاویل کے بعد پیدا ہوتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور عبادت کے لائق ہے تو اس کو تو وہ پہلے ہی مانتے تھے جیسا اوپر بیان ہو چکا اس کے انکار کی کوئی وجہ نہ تھی کیونکہ یہ ان کے گمان کے خلاف نہ تھا اس صورت میں اس تعجب اور تکبر کی ضرورت کیا تھی پس معلوم ہوا کہ وجہ تعجب اور غرور کی وہی عینیت تھی جو ان کے گمان کے برخلاف تھی اور اسی کو سن کر وہ کہنے لگے کہ

ضل صاحبنا وغوی۔

ترجمہ یعنی ہمارا ساتھی بہک گیا اور گمراہ ہوا انتہیٰ۔

جس کا جواب خدا نے یہ دیا کہ

ماضل صاحبکم و ما غوی۔ (پ۲۷ سورہ النجم آیت نمبر۲)

ترجمہ: نہیں بہکا ساتھی تمہارا اور نہ گمراہ ہوا انتہیٰ

اور اسی کو سن کر انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر اور جھوٹا کہا جیسا کہ فرمایا خدائے پاک نے

وقال الکافرون ھذا ساحر کذاب. اجعل الا لھة الھا واحدا. ان ھذا لشی عجاب۔ (پ ٢٣ سورہ ص آیت نمبر ٤، ٥)

ترجمہ: اور کہا کافروں نے یہ جادوگر اور بڑا جھوٹا ہے آیا گردان لیا اس نے بہت سے الہوں کو الہٰ واحد بتحقیق یہ بڑی عجیب چیز ہے انتہٰی

یہاں سے ثابت ہوا کہ انھوں نے ساحر اور کذاب کا لفظ اسی عینیت کے سبب کہا جیسا کہ آیت سے ظاہر ہے۔ پس اگر وہ معنی ہوتے جو تاویل کے بعد حاصل ہوئے تو کذاب کبھی نہ کہتے کیونکہ وہ اس کے منکر نہ تھے بلکہ اس دعوت سے پہلے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امین اور صادق کہتے تھے یعنی سچا اور امانتدار اب یکبارگی جادوگر اور جھوٹا اور بہکا ہوا اور گمراہ اور دیوانہ کہنے لگے

پس بخوبی ثابت ہوا کہ کلمہ کے صحیح معنی یہی ہیں جو اہل زبان سنتے ہی سمجھ گئے اور اپنا تعجب ظاہر کرنے لگے اور اپنے عقیدے کا رد دیکھ کر برے برے لفظ کہنے لگے اور جدال وقتال پر آمادہ ہوگئے نہ وہ معنی جو تاویل کے بعد حاصل ہوئے ہیں کیونکہ اس معنی کے وہ منکر نہ تھے۔

اب ہم اس کی تشریح اور زیادہ کرتے ہیں اور ایسی آیتیں نقل کرتے ہیں جن میں لفظ الا مقید بلفظ غیر اللہ آیا ہے فرمایا خدای پاک نے

ام الھم الہ غیر اللہ. سبحان اللہ عما یشرکون۔

ترجمہ: یا ان کے لیے کوئی الہ غیر اللہ ہے پاک ہے اللہ اس چیز سے جو وہ شریک کرتے ہیں انتہٰی

یہاں سے یہی ثابت ہوا کہ الہ کو غیر اللہ جاننا شرک ہے پھر فرمایا

ان اخذ اللہ سمعکم و ابصارکم وختم علی قلوبکم من الہ غیر اللہ یاتیکم بہ۔ (پ ٧ سورۃ انعام آیت ٤٦)

ترجمہ: اگر لے لیوے اللہ تمہاری سماعتیں اور بصارتیں اور مہر کر دے تمہارے دلوں پر تو کون الہ غیر اللہ ہے جو تم کو پھیر دیوے انتہٰی

یہاں سے یہی معلوم ہوا کہ کوئی الہ غیر اللہ نہیں پھر فرمایا

لقد ارسلنا نوحا الی قومہ فقال یاقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ۔ (سورہ الاعراف آیت نمبر ٥٩)

ترجمہ: بتحقیق بھیجا ہم نے نوح کو طرف اس کی قوم کے پس کہا اس نے اے قوم عبادت کرو تم اللہ کی نہیں ہے تمہارے لیے الہ میں سے غیر اس کا انتہٰی

اب قوم کا جواب سنیے

قال الملاء من قومہ انا لنرک فی ضلال مبین ۔ (سورہ الاعراف آیت نمبر ٦٠)

ترجمہ: کہا ایک گروہ نے اس کی قوم میں سے بتحقیق ہم تجھ کو صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں انتہٰی

اب دیکھئے کہ گمراہ کہنے کی وجہ یہی تھی کہ حضرت نوح نے کہا مالکم من الہ غیرہ۔ یعنی تمہارے الہ غیر خدا نہیں ہیں کیونکہ عینیت ان کے وہموں کے خلاف تھی پھر فرمایا۔

والی عاد اخاھم ھوداً قال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ۔ (پ ١٢ آیت ٥٠ سورہ ھود)

ترجمہ: ۔ اور بھیجا ہم نے طرف قوم عاد کے ان کے بھائی یہود کو کہا اس نے اے قوم عبادت کرو تم اللہ کی نہیں ہے تمہارے لیے الہ میں سے غیر اس کا انتہٰی

اب ان لوگوں کا جواب سنیے

قال الملا الذین کفروا من قومه انا لنرک فی سفاهة و انا لنظنک من الکاذبین ۔ (پ ۸ آیت ٦٦ سورہ الاعراف)

ترجمہ: کہا ایک گروہ نے ان لوگوں میں سے جنہوں نے کفر کیا اس کی قوم میں سے بتحقیق ہم تجھ کو نادانی میں دیکھتے ہیں اور البتہ البتہ ہم گمان کرتے ہیں کہ تو جھوٹا ہے انتہیٰ

یہ نادان کہنا اور جھوٹا بنانا بھی اسی عینیت کی وجہ سے ہے پھر فرمایا۔

والی ثمود اخاهم صالحاً. قال یاقوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره ۔ (پ ۱۲ آیت نمبر ٦١ سورۃ ھود)

ترجمہ: اور بھیجا ہم نے طرف قوم ثمود کے ان کے بھائی صالح کو کہا اے قوم عبادت کرو تم اللہ کی نہیں ہے واسطے تمہارے الہ میں سے غیر اس کا انتہیٰ

پھر فرمایا۔

والی مدین اخاهم شعیباً. قال یاقوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره ۔ (پ ۱۲ سورۃ ھود آیت نمبر ۸۴)

ترجمہ: اور بھیجا ہم نے طرف مدین کے ان کے بھائی شعیب کو کہا اے قوم عبادت کرو تم اللہ کی نہیں ہے واسطے تمہارے الہ میں سے غیر اس کا انتہیٰ

اب غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ سب انبیاء علیہم السلام اسی عینیت کی تعلیم کی وجہ سے نادان اور جھوٹے قرار پائے اور یہ امر مسلم ہے کہ تمام انبیاء تعلیم توحید کے لیے مبعوث ہوئے ہیں جیسا کہ فرمایا خدائے پاک نے

وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا ۔ (پ ۱۷ سورۃ الانبیاء ایت ۲۵ ۔)

ترجمہ: اور نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر وحی بھیجی ہم نے طرف اس کے یہ کہ نہیں ہے کوئی الہ مگر میں انتہیٰ

پس ثابت ہوا کہ تمام انبیاء کی تعلیم یہی تھی یعنی لا اله الا الله ۔ قرآن مجید میں کلمہ توحید بہت کثرت کے ساتھ جابجا وارد ہوا ہے کہیں ۔ لا اله الا الله ۔ کہیں لا اله الا انت ۔ کہیں لا اله الا انا ۔ کہیں لا اله الا هو ۔ وغیرہ سب جگہ مطلب ایک ہی ہے۔

اور فن اصول میں قرآن و حدیث کے معنی لینے کے لیے یہ قاعدہ معین ہو چکا ہے کہ اگر ایک جگہ لفظ مطلق ہو یعنی بغیر کسی قید کے اور دوسری جگہ وہی لفظ مقید ہو یعنی کسی قید کے ساتھ اور دونوں جگہ حادثہ ایک ہی ہو تو امام اعظم اور امام شافعی دونوں کے نزدیک مطلق کو مقید پر حمل کرنا واجب ہے۔ پس بموجب اس قاعدہ کے جہاں جہاں لفظ الہ بغیر قید کے آیا ہے وہاں اس کو لفظ غیر اللہ کے ساتھ مقید ماننا چاہیے پس تمام کلام مجید میں جہاں الہ مطلق ہوگا وہ مقید بلفظ غیر اللہ مانا جائے گا از روئے وجوب کے دونوں اماموں کے نزدیک ۔ کیونکہ ایسے ہر موقع پر ایک ہی حادثہ ہے یعنی دفع شرک ۔

اب ایک بات اور معلوم کر لینا چاہیے کہ کلمہ طیبہ کی عبارت سے الٰہون کی عینیت خدا کے ساتھ ثابت ہوئی لیکن اور چیزیں جو الہ نہیں کہلاتی ہیں ان کی عینیت باقی رہی ۔ سو ان کی عینیت دلالت سے ثابت ہوئی اس طرح کہ جب ایک ممکن عین ہے تو ضرور دوسرا ممکن بھی عین ہے کیونکہ ایک ممکن اور دوسرے ممکن میں کچھ فرق نہیں ہے پس عبارت اور دلالت دونوں کے جمع کرنے سے یہ حاصل ہوا کہ نہیں ہے کوئی موجود مطلق مگر خدا۔ اور مضمون کلمہ طیبہ کا اس بات کی طرف رجوع کرتا ہے کہ نہیں ہے کوئی شے موجود مطلق میں سے غیر خدا۔ پس موجود مطلق اور خدائے پاک کے

درمیان سے غیریت بالکل اٹھ گئی اور غیر خدا کے لیے ہرگز کوئی مصداق نہیں رہا جیسے کہ شریک باری کے لیے کوئی مصداق نہیں ہے پس شریک الباری اور غیر اللہ دونوں کا مفہوم واحد ہے۔ صرف لفظی فرق ہے کسی نے کہا شریک باری موجود نہیں ہے کسی نے کہا غیر اللہ موجود نہیں ہے مطلب ایک ہی ہے سمجھ کا پھیر ہے کیونکہ جب شریک خدا کا موجود نہیں ہے تو یہی نتیجہ نکلا کہ جو موجود ہے سو خدا ہے کیونکہ حقیقت میں غیر کا وجود ہی نہیں ہے اور یہ غیرت جو پائی جاتی ہے سو حقیقی نہیں ہے صرف اعتباری ہے اگر کہا جائے کہ لفظ الہ کلمہ طیبہ میں کیوں لایا گیا جس سے عبارت و دلالت جمع کر کے ہر شئے کی عینیت نکلی بلکہ ایسا لفظ لایا جاتا کہ دو چیزوں کے جمع کرنے کی ضرورت نہ ہوتی وہ اکیلا کافی ہوتا مثلاً لا شئے غیر اللہ۔ یا لا موجود غیر اللہ۔ یا لا شئے الا اللہ۔ یا لا موجود الا اللہ۔ تو جواب یہ ہے کہ لفظ الہ میں دو طرح کی شرکت پائی جاتی ہے اول گمان غیرت میں۔ دوم معبودیت میں۔ پس خدائے پاک کی بلاغت کی غیرت اس بات کی مقتضی ہوئی کہ لفظ الہ خصوصاً ذکر کیا جائے تاکہ دونوں شرک نفی واحد سے ایک ہی ساتھ دفع ہو جائیں سو ان عبارتوں مذکورہ سے دونوں شرکوں کا نفی واحد سے دفع ہونا ممکن نہ تھا سوائے لا الہ الا اللہ۔ کے اور وہ آیت جس سے صرف عبارت ہی سے ہر شئے کی عینیت سمجھی جاتی ہے۔ یہ ہے

ھو الاول والاخر والظاھر والباطن. وھو بکل شیء علیم۔ (پ ۲۷ سورہ الحدید آیت نمبر ۳)

ترجمہ: وہی اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے انتہی

پس کوئی شے کسی قسم کی ہو اس عبارت سے چھوٹ نہیں گئی بلکہ سب اشیائے عالم انہیں چار میں منحصر ہیں وہ سب اس آیت میں جمع ہیں پس اس آیت سے ہر شے کی

عینیت صرف عبارت سے بغیر شامل کرنے دلالت کے بخوبی سمجھی گئی اب جان لیا کہ دراصل توحید یہی ہے اور اسی توحید سے ہر قسم کا شرک خفی ہو یا جلی دفع ہوتا ہے اور اسی وجہ سے کلمہ کا نام کلمہ توحید ہے کیونکہ توحید کے معنی لغت میں ہیں کثیر کو واحد یا کثرت کو وحدت گردانتا اور اشراک کے معنی ہیں واحد کو کثیر یا وحدت کو کثرت گردانتا۔ پس توحید کی ضد شرک ہے۔ اور شرک کی ضد توحید ہے۔ جب توحید ہو گی شرک نہ رہے گا۔ اور جب شرک ہو گا توحید نہ رہے گی دونوں جمع نہیں ہو سکتے اور کلمہ توحید کا نام کلمہ طیبہ رکھنے کی وجہ بھی جان لو کہ لفظ طیبہ طیب سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں خوشبو۔ اور کلمہ توحید سے عینیت اور وصال کی خوشبو سونگھی جاتی ہے اس لیے وہ طیبہ یعنی خوشبودار کہلایا اور کلمہ شرک سے غیریت اور فراق کی بدبو سونگھی جاتی ہے اس لیے اس کو خبیثہ یعنی بدبودار کہنا چاہیے اور اس بدبو کا ثبوت یہ ہے کہ فرمایا خدائی پاک نے **انما المشرکون نجس** ۔ ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ مشرک ناپاک ہیں انتہی۔

پس جب مشرک ناپاک اور نجس ٹھہرے تو ضرور ان میں نجاست بھی ہونا چاہیے سو وہ نجاست شرک ہے اور نجاست میں بدبو کا ہونا ضرور ہے اور وہ کلمہ خبیثہ کلمہ طیبہ کے معنی کا ضد ہے یعنی لا الہ الا اللہ کے مقابل لا الہ الا غیر اللہ سمجھنا۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ کس معنی پر ایمان رکھتا ہے اور یہ معنی تاویل کا نتیجہ ہے کیونکہ بعد تاویل کے عینیت باقی نہ رہی تو ضرور غیرت اس کی بجائے داخل ہوئی جس کو خدا نے رد کیا تھا وہ تاویل کے بعد پھر لوٹ آئی حالانکہ کلمہ طیبہ آیات محکمات قرآنیہ میں سے ہے اور محکم کو تاویل قبول کرنے سے انکار ہے اور اس میں تاویل جائز ہی نہیں ہے اور اس کے محکم ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ فرمایا خدائے پاک نے

ھو الذی انزل علیک الکتب منه ایات محکمات ھن ام الکتب و

اخر متشابهات ۔(پ ۳ سورہ ال عمران آیت نمبر ۷)

ترجمہ: وہ خدا جس نے تجھ پر کتاب اتاری بعض اس میں آیات محکم ہیں اور وہ اصل کتاب ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں انتہیٰ

پھر متشابہ کے بارہ میں یوں فرمایا۔

ومایعلم تاویلہ الا اللہ. والرا سخون فی العلم ۔(پ ۳ سورہ ال عمران آیت نمبر ۷)

ترجمہ اور نہیں جانتا ہے تاویل اس کی سوائے اللہ کے اور راسخین فی العلم کے انتہیٰ

یہاں سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی آیتیں دو قسم سے خالی نہیں یا محکم ہیں یا متشابہ ہیں اور متاشبہ کے معنی سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور جو علم میں راسخ ہیں وہ بھی جانتے ہیں پھر فرمایا۔

ھو الذی بعث فی الامین رسولاً منھم ۔(پ ۲۸ سورہ جمعہ آیت نمبر ۲)

ترجمہ: وہ خدا جس نے اٹھایا امیوں میں ایک رسول انہیں میں سے انتہیٰ

یہ معلوم ہوا کہ خدائے پاک نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو امیوں میں برپا کیا پس انہیں امیوں کو سب سے پہلے یہی کلمہ طیبہ تعلیم کیا گیا اور وہ جھٹ اس کا مطلب سمجھ گئے اور کہنے لگے۔

اجعل الالھۃ الھاً واحداً. ان ھذا لشی عجاب۔

یہاں سے ثابت ہوا کہ کلمہ طیبہ متشابہ نہیں ہے کیونکہ اگر متشابہ ہوتا تو وہ نہ سمجھ سکتے کیونکہ وہ راسخین فی العلم نہ تھے بلکہ امی محض تھے اور جب متشابہ نہ ہوا تو ضرور محکم ہے اور محکم کو تاویل قبول کرنے سے انکار ہے پس بہت بین طور سے واضح اور روشن ہوگیا کہ کلمہ طیبہ میں تاویل کرنا باطل ہے اب اس بیان سے ہر شخص دونوں معنوں

میں جس میں ایک با تاویل اور ایک بلا تاویل ہے فرق نکال سکتا اور حق و باطل میں امتیاز کرسکتا ہے اور ہر اہل عقل اس بات پر غور کرسکتا ہے کہ یہ بات تو پہلے ہی سے لوگوں کے خیالوں میں جمی ہوئی ہوتی ہے کہ خدا اور ہے اور سب چیزیں اور ہیں وہ ان کا غیر ہے یہ اس کی غیر ہیں لیکن یہ بات کہ سب کچھ وہی ہے جس کو فارسی میں ہمہ اوست کہتے ہیں بغیر اس کے کہ وہی بتلائیے جس نے یہ سب کچھ کیا ہے کوئی نہیں جان سکتا کیونکہ اس طرف کبھی کسی کا گمان بھی نہیں پہنچتا ہے سو خدا نے انبیاء علیہم السلام کے وسیلے سے توحید لوگوں کو پہنچائی تب معلوم ہوا کہ سب کچھ وہی ہے ورنہ یہ بات کسی کے خیال میں بھی نہ تھی پس اگر یہی توحید نہیں ہے تو نبیوں کے بھیجنے کا کیا نتیجہ نکلا اور انھوں نے کونسی آسمانی بات سکھلائی۔ یہ تو زمین والے پہلے ہی سے جانے بیٹھے تھے کہ خدا اور ہے اور عالم کا وجود اور ہے۔

اب نصاریٰ کے کفر کی وجہ بھی جان لینا چاہیے کہ وہ خدا کو تین کے عدد میں منحصر کرتے ہیں اس لیے کافر ہوئے جیسا کہ فرمایا خدائے پاک نے

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ ۔(پ ۶ سورہ المائدہ آیت نمبر ۷۳) ترجمہ: بتحقیق کافر ہوئے وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ خدا تیسرا ہے تین کا انتہیٰ

اب خدا کے اس قول پر نظر کرنا چاہیے۔

ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو را بعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم ۔(پ ۲۸ سورہ المجادلۃ آیت نمبر ۷)

ترجمہ: نہیں ہوتا ہے کوئی مشورہ تین شخصوں کے درمیان مگر یہ کہ خدا چوتھا ان کا ہوتا ہے اور نہیں ہوتا ہے کوئی مشورہ پانچ شخصوں کے درمیان مگر یہ کہ خدا چھٹا ان کا ہوتا ہے نہ کمتر تین سے اور نہ زیادہ پانچ سے مگر یہ کہ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے انتہیٰ

اب غور کرنا چاہیے کہ لفظ ثالث اور رابع اور سادس یکساں الفاظ ہیں جن کے معنی تیسرا اور چوتھا اور چھٹا ہیں لیکن نصاریٰ کا خدا کے لیے ثالث کہنا عین کفر ہے اور اس آیت میں خدا کے لیے رابع اور سادس کہنا عین ایمان ہے اس کا یہی سبب ہے کہ نصاریٰ ثالث میں حصر کرتے ہیں اور یہاں رابع اور سادس میں حصر نہیں اول میں تفرقہ اور غیریت ہے اور دوم میں جمع اور توحید ہے پھر نصاریٰ خدا کو ایک فرد میں عیسیٰ علیہ السلام میں منحصر کرتے ہیں اس لیے کافر ہوئے جیسا کہ فرمایا خدائے پاک نے

لقد کفر الذین قالوا ان الله هو المسیح ابن مریم ۔(پ ۶ سورہ المائدہ آیت نمبر ۷۲)

ترجمہ: بتحقیق کافر ہوئے وہ لوگ جنھوں نے کہا کہ خدا وہی مسیح بیٹا مریم کا ہے انتہی

المختصر خدا کو کسی چیز میں منحصر کرنا نہیں چاہیے نہ تنزیہ محض میں نہ تشبیہ محض میں ۔ تنزیہ بھی اس کی ایک صفت ہے اور تشبیہ بھی ایک صفت ہے ۔ وجوب بھی اس کی ایک صفت ہے اور امکان بھی ایک صفت ہے پس امکان اور وجوب اس میں دو جہت سے پائے جاتے ہیں ۔ وجوب بحیثیت ذات اور اطلاق کے پایا جاتا ہے اور امکان بحیثیت تعین اور تقید کے ۔ پس خدائے پاک مجمع الکمالات ہے اور کمال مراد ہے دو متضاد صفتوں کے جمع ہونے سے جیسے محیی اور ممیت ، ہادی اور مضل ، غفار اور قہار وغیرہ اسی پر واجب اور ممکن کو قیاس کر لینا چاہیے اگر اس کو محض تنزیہ میں گھیر دیا تو تشبیہ سے علیحدہ رہنے کے سبب کمال نہ ہوا اور اگر تشبیہ میں گھیر دیا تو تنزیہ سے علیحدہ رہنے کے سبب کمال نہ ہوا ۔ کمال تو یہی ہے کہ دونوں طرف پھر دونوں سے الگ الان کما کان اسی کی طرف اشارہ ہے یعنی جیسا تھا ویسا ہی اب بھی ہے کسی میں منحصر اور مقید نہیں ہے جو لوگ محض تنزیہ میں خدا کو منحصر کرتے ہیں وہ اس طرح اس کی

تعریف کرتے ہیں کہ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض نہ عرش میں نہ فرش میں نہ زمان میں نہ مکان میں نہ ذہن میں نہ وہم میں اور یہ جو خارج میں موجود ہے اس کا نام ماسوای اللہ بتلاتے ہیں تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ خدا کہیں نہیں ہے اور جو موجود ہے سوا اس کا غیر ہے ۔ پھر صرف زبان سے یہ کہنا کہ خدا ہر جگہ موجود ہے ایسی بات ہے جو محض زبانی ہے نہ کہ دل میں بھی ۔ ذلک قولهم بافواههم بما لیس فی قلوبهم ترجمہ ۔ یہ ان کا قول ان کے مونہوں میں ہے جو ان کے دلوں میں نہیں ہے ۔ انتہی

خوشا حال موحدین کا جو اینما تولو فثم وجه الله ۔ کی سچ مچ تصدیق کرنے والے ہیں اور لا الہ الا اللہ کے معنی موافق اس قول کے کہ مصرعہ ہر کجا می نگرم روی ترا می بینم درحقیقت یہی لوگ جاننے والے ہیں ۔ اس تھوڑے سے بیان سے جو بموجب آیات قرآنی ہوا توحید کی تنقیح بخوبی ہوگئی اب توہمات کے جواب لکھے جاتے ہیں ۔

باب سوم دفع توہمات میں

توحید کے بارہ میں چند توہمات کئے جاتے ہیں۔

اول وحدت وجود امر شرعی نہیں ہے بلکہ کشفی ہے

جواب اوپر کے بیان سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ توحید جو وحدت وجود ہی ہے نہ دوسری چیز سب سے پہلے امر شرعی ہے مثل دیگر سمعیات شرعی کے جیسے بعث وحشر۔ عذاب وثواب وغیرہ نہ فقط کشفی۔

دوم اس کا اعلان جائز نہیں بلکہ چھپانا واجب ہے

جواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اول توحید کو قول **لا اله الا الله** ۔ سے امیوں پر ظاہر کیا اور وہ بخوبی سمجھ گئے جیسا اوپر بیان ہو چکا۔ پھر دوسری بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول سے جو قسم کے ساتھ موکد ہے توحید کو ظاہر کیا چنانچہ فرمایا۔

والذی نفس محمد بیده لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلیٰ لهبط علی الله. ثم قرء علیه السلام هو الاول و الاخر والظاهر والباطن وهو بکل شئی علیم۔

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر تم ڈول رسی کے ساتھ سب سے نیچے والی زمین پر ڈالو تو البتہ وہ اللہ پر پڑے گا پھر نبی علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی۔ **هو الاول والاخر والظاهر والباطن** ۔(پ ۲۷ سورۃ الحدید۔ آیت نمبر ۳) یعنی وہی اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ انتہیٰ

یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارض سفلیٰ یعنی سب سے نیچے والی زمین کو لفظ اللہ کے ساتھ تعبیر کیا جیسے کلمہ طیبہ میں اله بلفظ اللہ تعبیر کیا گیا ہے پس یہاں بھی مثل کلمہ شریف کے عبارت اور دلالت دونوں جمع کرنے سے ہر شے کی عینیت ثابت ہے

اور قسم کھا کر کہا اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ اس بات سے سخت انکار رکھتے تھے تب قسم کے ساتھ اس کو موکد کیا ورنہ قسم کی ضرورت نہ تھی اور گواہی کے لیے خدا کے کلام میں سے یہی آیت پڑھی جس میں ہر شے جمع ہے نہ کوئی اور دوسری آیت پھر تیسری بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دلائل مذکورہ قرآن مجید سے توحید کو ظاہر کیا جیسے۔ **لو کان فیهما الهة الا الله لفسدتا**۔(پ ۱۷ سورہ الانبیاء آیت نمبر ۲۲)

ترجمہ: اگر ہوتے آسمان اور زمین میں معبودان غیر خدا تو البتہ وے دونوں بگڑ جاتے انتہیٰ اور **لو کان معه الهة کما یقولون اذا لا بتغوا الی ذی العرش سبیلاً**۔ ترجمہ: اگر خدا کے ساتھ معبودان غیر خدا ہوتے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تو البتہ وہ معبود طرف صاحب عرش کے راہ ڈھونڈتے۔ یعنی مقابلہ کے لیے انتہیٰ اور

لو کان هولآء الهة ماورد وها۔

ترجمہ: اگر ہوتے یہ بت معبودان غیر خدا تو دوزخ میں نہ جاتے انتہیٰ اور

ما کان معه من اله اذا لذهب کل اله بما خلق۔

ترجمہ: نہیں ہے خدا کے ساتھ کوئی معبود غیر خدا اور اگر ہوتا تو البتہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لے جاتا انتہیٰ اور

لعلی بعضهم علی بعضٍ۔

ترجمہ: اور البتہ غالب آتا۔ بعض ان کا بعض پر انتہیٰ

اب دیکھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح توحید کا اعلان کیا اور کہاں ثابت ہوا کہ اس کا چھپانا واجب ہے بلکہ یہ ثابت ہوا کہ توحید چھپانے کے لیے نہیں بلکہ ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ کیونکہ خود خدا نے اپنے تمام انبیاء علیہم السلام کی معرفت ہمیشہ توحید ہی کی تعلیم دلوائی۔ اور دیکھو پانچوں وقت کی اذانوں میں کس طرح توحید بآواز بلند پکاری جاتی ہے کیا صرف عربی زبان میں پکارنا جائز ہے اور

دوسری زبانوں میں منع ہے۔

سوم اس کا اثبات دلائل سے نہیں ہوسکتا

جواب آیات دلائل ابھی نقل کر چکا ہوں دیکھو کس طرح دلائل کے ساتھ خدائے پاک نے توحید کا اثبات کیا ان آیات دلائل کی تفسیر کلمۃ الحق یا اس کے اردو ترجمہ وحدۃ الحق کی اصل دوم میں دیکھنا چاہیے اس مختصر میں گنجائش نہیں

چہارم اگلوں نے اس کو چھپایا ہے

جواب اول تو چھپانا مسلم نہیں اس لیے کہ ذوالنون مصری اگلوں میں تھے۔ منصور بھی اگلوں ہی میں تھے ان کا ظاہر کرنا اظہر من الشمس ہے اور اگر چھپانا مان بھی لیا جائے تو اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ چھپانا واجب ہے بلکہ بخوف ضرر نفس چھپایا ہو جو ظاہر کرنے والے کے لیے اس وقت متصور تھا جیسا کہ منصور کے لیے ہوا کیونکہ تبلیغ سوائے انبیاء کے کسی پر واجب نہیں ہے۔ مگر بعد سوال کے ہمیں کچھ گناہ لازم نہیں آتا۔ اور قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا

امرنا ان نتکلم الناس علی قدر عقولھم۔

ترجمہ: ہم پیغمبر لوگ حکم کئے گئے ہیں کہ لوگوں سے ان کی عقلو کے موافق کلام کریں انتہی

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسرار توحید میں ان کی عقلوں کے موافق بات کریں نہ کہ نفس توحید میں۔ بلکہ اس کے بارہ میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ

امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ۔

ترجمہ: مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم قتال کریں لوگوں سے یہاں تک کہ وے کہیں لا الہ الا اللہ

پنجم کلمہ طیبہ میں موجود مقدر ماننے اور الہ کو مستحق کے ساتھ تاویل کرنے پر

اجماع ہے۔

جواب اول تو اجماع کے لیے ضرور ہے کہ وہ امر جس پر اجماع ہوا امر شرعی ہو سو محکم میں تاویل کرنا امر شرعی کے خلاف ہے دوم یہ تاویل اور تقدیر اجماع کی حیثیت سے نہیں ہوئی۔ بلکہ پہلے ہی پہل کسی ایک شخص سے صادر ہوئی جس کسی سے ہوئی ہو پھر اس کی پیروی دوسرے نے کی اور اس دوسرے کی تیسرے نے کی یہاں تک کہ چلتے چلتے زمانہ حال تک پہنچی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ توحید کو لوگوں نے شرک جان لیا اور شرک کو توحید مان لیا یہاں تک کہ کلمہ کے جزو اول لا الہ الا اللہ پر صرف ایمان حکمی رہ گیا نہ کہ حقیقی لیکن خدا کا شکر ہے کہ کلمہ کے دوسرے جزو یعنی محمد رسول اللہ پر ایمان حقیقی حاصل ہے جس سے مسلمان بنے رہے کیونکہ اس کے ضمن میں جزو اول پر بھی ایمان حاصل ہوگیا۔ کسی نے خوب کہا ہے مصرعہ

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

پس یاد رکھنا کہ کلمہ طیبہ میں چار فرض ہیں اول کلمہ کے لفظوں کا صحیح کرنا دوم اس کے مضمون پر علم حاصل کرنا۔ سوم اس کے مضمون کی تصدیق کرنا اور یہ اصل فرض ہے۔ چہارم اس کے مضمون کی تصدیق پر مضبوطی اور ہمیشگی رکھنا اور یہ اس کی فرع ہے اگر مضبوطی اور ہمیشگی فرض نہ ہوتی۔ تو اسلام سے پھر جانے والا واجب القتل نہ ہوتا۔ اور پہلا اور دوسرا فرض یعنی کلمہ کے لفظوں کا صحیح کرنا اور اس کے مضمون پر علم حاصل کرنا فرض بالتبع ہے کیونکہ تیسرا جو اصل ہے ان دونوں پر موقوف ہے اور واجب کا مقدمہ بھی واجب ہوتا ہے۔ پس جس نے اس کے مضمون ہی کو نہ جانا تو اس کی تصدیق کس طرح کرے گا اور پھر اس تصدیق پر ہمیشگی کیونکر حاصل ہوسکتی ہے۔ اب ایک تمثیل پر اس کو ختم کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ مصحف شریعت کی بسم اللہ ہے

اور محمد رسول اللہ اس کی سورۂ فاتحہ ہے اور عقائد حقہ اس کی سورۂ کہف ہے اور احکام محکمہ اس کی سورۂ ناس ہے۔ پس جو شخص اس کی بسم اللہ سے واقف نہ ہوا وہ اس کی سورۂ فاتحہ سے کیا واقف ہوگا پس اول کی غلطی تینوں پچھلوں میں اثر کرے گی۔ پس عقائد اور اعمال بسبب ناواقف ہونے بسم اللہ کے کیونکر نفع دیں گے اس ناواقفیت سے ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم. صراط الذین انعمت علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و صل علی سیدنا محمد و الہ و اصحابہ اجمعین. برحمتک یا ارحم الراحمین امین ثم امین۔